ہماری دعائیں اس لئے قبول ہوتی ہیں کہ ہمارے وجود کی روح اور دل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ ؍ستمبر ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

❁ ❁ ❁

☆ جماعت مومنین ایک دوسرے کیلئے دعائیں کرنے والی ایک عالمگیر برادری ہے۔

☆ جب تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو گے تو فرشتے بھی تمہارے لئے دعائیں کرنے لگ جائیں گے۔

☆ اے خدا! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق اور اپنی اُمت کیلئے جتنی دعائیں کیں تو انہیں قبول کر۔

☆ خلیفہ وقت کی دعائیں بھی اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور بڑے معجزانہ رنگ میں قبول کرتا ہے۔

☆ جس وقت خلیفہ وقت کی دعا قبول ہوتی ہے تو وہ اپنے عاجزی کے مقام کو نہیں بھولتا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب:۵۷)

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا○ (الاحزاب:۴۴)

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ. وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔(التوبۃ:۱۰۳)

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ○ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ○ (المومن:۸،۹)

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ (آل عمران:۱۶۰)

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء:۶۵)

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آلِ عمران:۱۷)

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (الحشر:۱۱)

اس کے بعد فرمایا:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقام تو مقام جمع یا مقام وحدت تامہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں کامل

طور پر فنا ہو جانے کی وجہ سے اس قادر و توانا نے اپنی رحمت کاملہ سے آپ کو اپنے وجود کا اکمل مظہر بنایا اور آپ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم ٹھہرے اس ارفع مقام قرب میں کوئی فرد بشر بھی آپ کا شریک نہیں۔ اس مقام قرب دَنٰی کے مقابلہ میں آپ کا ایک مقام مقام تَدَلّٰی ہے یعنی آپ نے بفضل ایزدی عبودیت کے انتہائی نقطہ تک اپنے تئیں پہنچایا اور بشریت کے جو پاک لوازم ہیں یعنی بنی نوع کی ہمدردی اور ان سے محبت ان لوازم سے پورا حصہ لیا اور اسی کامل تَدَلّٰی کے نتیجہ میں بنی نوع کے لئے آپ کامل شفیع ٹھہرے اور جس نے بھی آپ کی محبت میں گم ہو کر آپ کا رنگ خود پر چڑھایا۔ اپنی اپنی استعداد کے مطابق مقامات قرب کو اس نے پایا کیونکہ طبائع مختلفہ اپنی استعداد کے مطابق آپ کے فیوض روحانی سے حصہ پاتی ہیں آپ میں اور خلق میں اس مقام تَدَلّٰی کی وجہ سے کوئی حجاب باقی نہیں رہا اس اعلیٰ اور ارفع کمال عبودیت میں مخلوق میں سے کوئی بھی حقیقی طور پر تو آپ کا شریک نہیں لیکن اتباع اور پیروی کے نتیجہ میں اور فنافی الرسول ہو جانے کے طفیل بنی نوع انسان ظلّی طور پر آپ کے شریک ہو سکتے ہیں کیونکہ آپ بنی نوع انسان کے لئے کامل اُسوہ ہیں، آپؐ کے رنگ میں رنگین ہو جانے والے، آپؐ کی محبت میں فنا ہو کر ایک نئی اور حقیقی زندگی پانے والے آپ کے وجود کا ہی حصہ بن جاتے ہیں اس طرح پر جماعت مومنین معرض وجود میں آئی کیونکہ اس جماعت کے لئے فنافی الرسول ہونا ضروری ہے اس لئے یہ جماعت آنحضرت ﷺ کے وجود میں گم اور آپ کے وجود ہی کا حصہ ہے کوئی علاوہ اور مستقل وجود نہیں رکھتی۔

اس وجود کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ سب مل کر سب کے لئے دعائیں کرتے ہیں گویا کہ ایک ہی وجود اپنے لئے دعائیں کر رہا ہے اور جس وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں رحمت خداوندی جوش میں آتی اور اپنے بندوں پر رحم کرتی ہے تو اس جماعت کا کوئی ایک شخص بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ جماعت سے علیحدہ کوئی وجود ہے جس کی دعا قبول ہوئی کیونکہ آنحضرت ﷺ کا مقام تَدَلّٰی بنی نوع انسان کی وحدت تامہ کا متقاضی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی حالت ایک وجود کی سی ہے اگر کسی ایک کو کوئی تکلیف پہنچے کوئی پریشانی ہو تو سارا وجود پریشان ہوتا اور اس کی نیند اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

پس جماعت مومنین دراصل اس زاویہ نگاہ سے ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرنے والی ایک عالمگیر برادری ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو بحیثیت جماعت اور ان کی دعاؤں کو جو اجتماعی رنگ

رکھتی ہیں قبولیت کا وعدہ بھی دیا ہے آنحضرت ﷺ کے فیوض کی برکت سے ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے یہ جلوے اپنی زندگیوں میں ہر گھڑی دیکھ رہے ہیں کسی ایک شخص کی دعا بھی اس جماعت میں سے اس فرد واحد کی دعا نہیں ہوتی کیونکہ اگر وہ واقعہ میں ایک سچا مسلمان اور حقیقی مومن ہے تو اس کی دعائیں قرآن کریم میں بتائی ہوئی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہوں گی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ جس وقت یہ جماعت دعاؤں میں مشغول ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی ہدایت کے مطابق مشغول ہوتی ہے تو اس کے دو خارجی نتیجے نکلتے ہیں ایک خارجی نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ اس جماعت کو ملائکہ کی دعائیں حاصل ہو جاتی ہیں اور دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ (اگرچہ انسان جب تنزل کی راہوں کو اختیار کرتا اور شیطان سے پیوند جوڑتا ہے تو کتوں اور سؤروں سے بھی نیچے چلا جاتا ہے لیکن) جب وہ خدا کی رحمت سے روحانی رفعتوں کو حاصل کرتا ہے تو فرشتوں سے بھی اوپر جا پہنچتا ہے اس کی (یا اس گروہ کی) دعاؤں کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی دعائیں مل جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے یہ وارث بن جاتے ہیں اور یہ دوسرا خارجی نتیجہ جو نکلتا ہے۔

اس کے متعلق قرآن کریم نے بڑی وضاحت سے ہدایت بھی دی ہے اور بڑی وضاحت سے اس صفت کو بیان بھی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو اپنی رحمت کا مہبط بنا دیا ہے ہر آن آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہو رہی ہیں ان رحمتوں کو دیکھ کر فرشتوں کے دل خدائی حمد سے بھر جاتے ہیں اور وہ خدا کی رحمتوں کے نتیجہ میں جوش میں آتے اور نبی اکرم ﷺ کے لئے دعائیں کرنے لگ جاتے ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھ کر فرشتے بھی (جو حقیقی انسان سے کم درجہ پر ہیں) نبی اکرم ﷺ کے لئے دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں اس لئے اے انسان! جسے ہم نے فرشتوں سے بھی افضل بنایا ہے تو بھی اس طرف متوجہ ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا تم بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نشانوں کو دیکھ کر اور اس نکتہ کو سمجھ کر کہ کوئی فیض روحانی آنحضرت ﷺ سے تعلق قائم کئے بغیر انسان حاصل نہیں کر سکتا نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا شروع کرو آپ کے لئے دعائیں کرو اور آپ کے لئے سلامتی مانگو۔

غرض یہاں جماعت مومنین کو (جو ایک جسد اور ایک جسم بن گیا تھا) یہ کہا کہ ہر وقت نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے رہو اور ہر آن آپ کے لئے دعاؤں میں مشغول رہو دوسری طرف مومنوں کو یہ خوشخبری دی

کہ جب تم نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجو گے اور آپ کے لئے دعاؤں میں مشغول رہو گے تو تم یہ دیکھو گے کہ هُوَالَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تمہارے لئے بھی دعائیں کرنے لگ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تم پر بھی نازل ہونی شروع ہو جائیں گی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جن ظلمات شیطانی سے تم اپنی کوشش اور مجاہدہ کے نتیجہ میں نجات حاصل نہیں کر سکتے تھے جب خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی دعائیں تمہاری دعاؤں کے ساتھ مل جائیں گی اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی تو تم ان ظلمات سے ان اندھیروں سے، ان جہالتوں سے نجات پا جاؤ گے اور ایک نور تمہیں عطا ہوگا۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا اور ہم نے جو حکم دیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجو اور دعائیں کرو اگر تم اس کی تعمیل کرو گے تو تمہارے اس عمل کا نتیجہ خدائے رحیم اس شکل میں دے گا۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس ایمان لانے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے اور آپ کے لئے دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں اور آپ کے لئے سلامتی چاہتے ہیں ان کا یہ عمل خدائے رحیم قبول کرے گا اور اس کا جو بہترین نتیجہ ہے وہ ان کے لئے نکالے گا۔

جہاں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے اور اس کے فوائد انہیں بتائے ہیں وہاں نبی اکرم ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ تو ان کے لئے دعائیں کر۔ چونکہ اس جماعت کے سردار اللہ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے جب سردار اس جماعت کیلئے یعنی اپنے ہی درخت وجود کی شاخوں کیلئے دعائیں کرے گا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ امن سکون کے حالات ان لوگوں کے لئے پیدا کئے جائیں گے ان کے خوف کو دور کیا جائے گا ان پر رحمتوں کا نزول ہوگا اور وہ اطمینان اور بشاشت کے ساتھ اپنے رب کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے اور اس کی مقبول دعاؤں کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ جس طرح اس کی (صلی اللہ علیہ وسلم) دعائیں اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے ان کی دعائیں بھی قبول ہوں گی کیونکہ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سننے والا ہے لیکن چونکہ وہ علیم بھی ہے اس لئے اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم ان کو یہ بتا دو کہ دعائیں خلوص نیت سے ہوں اور اس جسم کا حصہ رہتے ہوئے اور اس احساس کے ساتھ ہوں کہ ہمارا

انفرادی وجود اجتماعی وجود میں غائب ہوگیا ہے اور یہ اجتماعی وجود (جماعت مومنین کا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں گم ہوکر ایک ہی وجود بن گیا ہے جسے ہم صحیح طور پر نبی اکرم ﷺ کا وجود کہہ سکتے ہیں اگر یہ نیت ہوگی، یہ اخلاص ہوگا، یہ لوگ اس حقیقت پر قدم ماریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں بھی قبول کرے گا۔

ان آیتوں پر جب ہم یکجائی نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے لئے دعائیں کرتے رہیں دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اس جماعت کے لئے دعائیں کرتے رہیں جو نبی اکرم ﷺ کو اپنی ترقیات کے لئے اسوہ سمجھتے اور آپؐ کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور آپؐ میں فنا ہوکر ایک نئی زندگی پاتے اور آپؐ کے وجود کا ایک حصہ بن جاتے ہیں۔

تیسرے اللہ تعالیٰ نے جہاں ایک طرف مسلمانوں کو کہا تھا کہ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے رہا کرو اور آپؐ کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو وہاں نبی اکرم ﷺ کو بھی فرمایا صَلِّ عَلَيْهِمْ تو ان کے لئے دعاؤں میں مشغول رہ کیونکہ تیری دعاؤں کے نتیجہ میں ہی ان کے لئے امن اور سکون اور اطمینان اور بشاشت کے سامان پیدا ہوں گے پس یہ ایک جسم ہے جس کی روح، جس کا دل، جس کا دماغ نبی اکرم ﷺ کی ذات ہے لیکن یہ جماعت آپؐ کے وجود سے مختلف اور علیحدہ نہیں اور جماعت میں کوئی ایسا فرد جو واقعہ میں اس جماعت کا ایک رکن یا اس جماعت کا ایک حصہ ہو نہیں ہوسکتا جو یہ کہہ سکے کہ میں اس جسم کا حصہ نہیں بلکہ میرے اندر کوئی ذاتی خوبی ہے جس کی وجہ سے میں خدا تعالیٰ کا محبوب ہوں مثلاً ظاہری جسم ہے ایک انگلی یہ کہے کہ میں اس جسم کا حصہ تو نہیں لیکن میرے اندر اپنی کوئی ذاتی خوبی یا طاقت ہے تو ہم انگلی کو کہیں گے کہ ہم تمہیں کاٹ کر پرے پھینک دیتے ہیں پھر معلوم ہوجائے گا کہ تم میں کتنی طاقت ہے اگر تمہیں جسم سے کاٹ کر پھینک دیا جائے تو تم ایک مردہ، بے جان اور بے حقیقت چیز ہوگی جس کی کوئی قیمت نہیں تم گوشت کا ایک ٹکڑا اور ہڈی کی ایک کرچ ہی ہوگی نا، اس سے بڑھ کر تو تمہاری کوئی حیثیت نہیں رہے گی۔

غرض اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا کہ اگر اور جب تمہاری دعائیں قبول ہوں تو تمہاری دعائیں اس وجہ سے قبول ہوں گی کہ تم ایک وجود بن گئے ہو اور اس وجود کی روح، اس کا دل محمد رسول اللہ ﷺ کی

ذات ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ پہلوں کے لئے بھی آپؐ کا ہی وجود ایک روح ہے آنے والوں کے لئے بھی آپؐ کا وجود ہی دل اور روح کا کام دیتا ہے باقی لوگ تو جسم کے ذرے ہیں اور بے حقیقت ذرے ہیں اسی وقت تک ان کی کوئی قدر اور قیمت ہے جب تک کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی روح ان میں باقی اور قائم رہے جب تک محمد رسول اللہ ﷺ کا دل اس وجود میں دھڑکتا رہے اگر ایسا نہیں تو وہ کچھ بھی نہیں لیکن اس جماعت میں جس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں بعض کم فہم ایسے بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ میری دعا قبول ہوئی میں اپنی ذات میں بہت بڑا انسان ہوں حالانکہ ان آیات سے پتہ لگتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی سارے جسم کی دعائیں چاہئیں جس طرح روح کو ہاتھ کی ضرورت ہے، آنکھوں کی ضرورت ہے، ناک کی ضرورت ہے، کانوں کی ضرورت ہے ان سے جسم کام لیتا ہے اسی طرح اس روحانی وجود میں بھی ایسے اعضا کی ضرورت ہے جو ہاتھ کی حیثیت رکھتے ہوں جو پاؤں کی حیثیت رکھتے ہوں یا کان، آنکھ، ناک اور دوسرے جوارح کی حیثیت رکھتے ہوں یا خون کی شریانوں کی حیثیت رکھتے ہوں یا جسم کی ہڈیوں کی حیثیت رکھتے ہوں یا اعصاب کی حیثیت رکھتے ہوں یا عضلہ یعنی مسل (Muscle) کی حیثیت رکھتے ہوں یا خون کی حیثیت رکھتے ہوں جس طرح ظاہری جسم میں بے شمار چیزیں پائی جاتی ہیں اسی طرح اس وجود میں بھی مختلف حصے ہیں اور وہ سب حصے مل کر جماعت بنتی ہے جس کے سردار، جس کی روح، جس کا قلب نبی اکرم ﷺ ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میرا وجود ایسا ہے کہ میں اس جسم کا حصہ نہ رہوں پھر بھی میری دعا قبول ہوگی تو اس کو ہم اس انگلی کی طرح مخاطب کر کے یہی کہیں گے کہ تم اس جسم سے کٹ جاؤ پھر دیکھو تمہاری دعائیں کس طرح قبول ہوتی ہیں؟ میں زمینداروں کے لئے ایک مثال دے دیتا ہوں آج کل چاول کی فصل ہے چاول کے کھیتوں میں بعض پودے ہمیں ایسے بھی نظر آتے ہیں جو عام کھیت سے زیادہ اونچے ہوتے ہیں اور زیادہ صحت مند نظر آتے ہیں اور غرور میں ان کا سر بلند ہوتا ہے جب سارا کھیت خدا تعالیٰ کے اس فضل کو دیکھ کر کہ اللہ تعالیٰ نے اسے باثمر بنایا ہے اس کی حمد میں جھک جاتا ہے یہاں تک کہ بعض بالیں زمین کو لگنے لگتی ہیں اس وقت یہ پودے جو ہمیں خال خال نظر آتے ہیں سرتانے کھڑے ہوتے ہیں لیکن پتہ ہے وہ کیسے پودے ہیں یہ وہ پودے ہیں جو بے ثمر ہیں جن میں دانہ پڑتا ہی نہیں خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ غرور تجھے راس نہیں آئے گا تجھے اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا تو جتنا چاہے

غرور کرلے ہم تیرے سارے وجود کو بے ثمر بنا دیں گے اور یہ بات تیرے اس غرور اور تکبر اور خودنمائی کے نتیجہ میں ہوگی یہی حالت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو کم فہم اور کج فہم ہیں اور جو دعا کی قبولیت کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ پر پہلوں نے بھی درود بھیجے اور آپؐ کی اُمت نے تو آپؐ پر اس کثرت سے درود بھیجا اور آپؐ کے لئے دعائیں کیں کہ اس کے مقابلہ میں کسی اور فرد کو پیش نہیں کیا جاسکتا۔ نبی اکرم ﷺ کے دل کی لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ کی کیفیت یعنی انتہائی تڑپ کہ غیر مومن ایمان لائیں اور مومن مقامات قرب حاصل کریں اس بات کی متقاضی تھی کہ جماعت مومنین ہمیشہ آپؐ پر درود بھیجتی رہے یعنی نبی کریم ﷺ کا جو مقام عبودیت ہے جو مقام تدلّی ہے جس کے نتیجہ میں آپؐ کی ایک شان مقام اسوہ کا حصول ہے وہ تقاضا کررہا تھا کہ ساری اُمت آپؐ کے لئے دعائیں کرتی اور ساری اُمت جو دعائیں کررہی ہے ان میں سے اکثر دعائیں یہ ہوتی ہیں کہ اے خدا! نبی اکرم ﷺ جن مقصد کو لے کر اس دنیا میں آئے تھے ان مقاصد میں آپؐ کو کامیاب کر اسلام ہمیشہ غالب رہے اگر کبھی تنزل کا دور آئے تو پھر غلبہ کے سامان اس کے لئے پیدا کردے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات جو ہر آن ہم پر جاری ہیں وہ فیوض جن کے بغیر ہماری روحانی زندگی ایک لحظہ کے لئے بھی قائم نہیں رہ سکتی ہم میں ان کا احساس باقی رہے اور ہم ہمیشہ آپؐ کے شکرگزار غلام بنے رہیں ہمارے دلوں میں آپؐ کی جو محبت ہے وہ قائم رہے اور ؎

تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

اے ہمارے ربّ! تو محمد رسول اللہ ﷺ کو روحانی رفعتوں میں ہمیشہ بلند سے بلند تر کرتا چلا جاتا کہ آپؐ کی ان رفعتوں کے طفیل ہمیں بھی کچھ مزید رفعتیں حاصل ہو جائیں غرض مسلمان اسلام کے غلبہ کے لئے قرآن کریم کی تعلیم کے قائم ہونے کے لئے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے قیام کے لئے آنحضرت ﷺ کے ان مقاصد کے پورا ہونے کے لئے دعا کرتا ہے جو مقاصد لے کر آپؐ دنیا میں آئے اور جب یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ساری اُمت چودہ سَو سال سے دعاؤں میں مشغول ہے اور ایک دعا ان میں سے یہ ہے کہ اے خدا! محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے متعلق اور اپنی اُمت کے لئے جتنی دعائیں کیں تو انہیں قبول کر تو جب محمد رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہوگی تو کیا اس جماعت

مومنین کی دعا آپ ہی آپ قبول نہیں ہو رہی ہوگی جو یک زبان ہوکر وہی دعا کر رہی ہے جن کے سینوں میں وہی دل دھڑک رہا ہے جو لوگ اسی سوز و گداز کے ساتھ دعائیں کرنے والے ہیں ان کی دعا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے مختلف نہیں اور جس وقت ان لوگوں کی دعا قبول ہوتی ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہی قبول ہو رہی ہوتی ہیں کیونکہ گو اختلاف تو اپنی جگہ پر قائم ہے اور وہ یہ کہ آپ کا مقام مقام تدلّی ہی نہیں بلکہ (جیسا کہ میں نے بتایا ہے) مقام وحدت تامہ بھی ہے اور سچی بات یہی ہے کہ وہی ایک ذات محبوب الٰہی ہے باقی تو ذیلی حیثیت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ وہ جو چاہیں گے انہیں مل جائے گا۔ حقیقتاً یہ مقام (کہ جو چاہے مل جائے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے لیکن آپؐ کا جو دوسرا مقام ہے یعنی مقام تدلّی اس لحاظ سے تو سب کو ایک جسم بنا دیا ہے ساری اُمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں گم ہوگئی اور اس طرح ایک وجود بن گیا اس لئے ان سب کی دعائیں کوئی علیحدہ دعائیں نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بھی اس مقام کے لحاظ سے کوئی علیحدہ دعا نہیں ساری دعائیں مل کر ایک دعا بنتی ہے دعا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی قبول ہو رہی ہوتی ہے لیکن چونکہ جماعت مومنین آپؐ کے وجود ہی کا ایک حصہ ہے اس لئے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جماعت مومنین کی دعائیں بھی (آپؐ کے طفیل) قبول ہوئیں۔

آپؐ کی نیابت میں خلفاء وقت کام کرتے ہیں خلافت کے متعلق امت کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ دین کی تمکنت اور خوف کے دور ہونے اور اطمینان اور سکون کے پیدا ہونے کے حالات پیدا کئے جائیں گے بظاہر خلیفہ وقت کی دعائیں بھی اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور بڑے معجزانہ رنگ میں قبول کرتا ہے لیکن جب یہ عاجز بندے اللہ تعالیٰ کے سلوک پر گہری نگاہ ڈالتے ہیں اور اپنی کوتاہیوں پر نظر ڈالتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے معجزانہ سلوک دیکھتے ہیں تب انہیں یہ نکتہ سمجھ آتا ہے کہ صرف ان کی دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ ساری جماعت کی دعا قبول ہوئی (اور ساری جماعت کی دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ حقیقتاً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی دعا قبول ہوئی) مثلاً چند سال ہوئے ایک بڑا حادثہ گزرا تھا یعنی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تھا اس وقت ساری دنیا کے احمدیوں نے سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں جو خط مجھے لکھے ان سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک کے سینہ میں ایک ہی دل دھڑک رہا ہے ان میں سے ہر ایک اس دعا میں مشغول تھا کہ اے ہمارے پیارے ربّ! تو جماعت کو ہر قسم کے فتنوں سے

محفوظ رکھا ان میں سے کسی فرد کو کوئی ٹھوکر نہ لگے اور امن کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ یہ قافلہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے ایک بے چینی، بے کلی اور گھبراہٹ کی حالت تھی جو سب پر طاری تھی سب کی نیندیں حرام ہوگئی تھیں اور وہ سب ان دعاؤں میں مشغول تھے پھر جب امن پیدا ہوا اور جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سکون کے حالات میں ایک نیا دور شروع کر دیا تو اس وقت اگر کوئی کھڑا ہو کر یہ کہے کہ خدا نے میری دعا قبول کی باقیوں کی نہیں کی تو ہم کہیں گے کہ اس کا دماغ چل گیا ہے وہ پاگل ہو گیا ہے وہ حقیقت کو نہیں سمجھتا اسی طرح باقی دعائیں ہیں۔

میرے پاس بڑی تعداد میں خطوط آتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور اسی کی توفیق سے سارے خطوط میں خود پڑھتا ہوں گو عام دعائیہ خطوط کی فہرست بنتی ہے لیکن وہ بھی میرے سامنے آتے ہیں اور ان پر میں ایک نظر ڈالتا ہوں اور اکثر خطوط میں یہ دعا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں قبول کرے اسی طرح میں جو دعا کرتا ہوں وہ صرف میری دعا تو نہیں رہی بلکہ وہ دعا ان لاکھوں آدمیوں کی ہو گئی جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری نیک دعاؤں کو قبول کرے اور جب یہ دعا قبول ہوتی ہے تو میرا دل یہ دیکھ کر خدا کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ اس نے ایک روحانی وجود یعنی جماعت مومنین کو محمد ﷺ کے طفیل جو وعدے دئے تھے وہ پورے ہو رہے ہیں۔

یہ جماعت واقعہ میں دعاؤں کے میدان میں ایک جان ہے بعض دفعہ حالات کو دیکھ کر جو دعائیں میرے دل سے نکلتی ہیں چند دن نہیں گزرتے کہ باہر کے خطوط میں وہی دعائیں آجاتی ہیں مثلاً جماعت پر آج کل پریشانی کے حالات ہیں اللہ تعالیٰ جماعت کی حفاظت کرے وغیرہ وغیرہ۔ غرض جو دعائیں میرے دل سے نکلتی ہیں وہی دعائیں جماعت کے دوسرے دوست کر رہے ہوتے ہیں حالانکہ میں نے کوئی اعلان نہیں کیا ہوتا کہ اس قسم کی دعائیں کرو لیکن چونکہ ساری جماعت ایک ہی وجود کا رنگ رکھتی ہے اس لئے ہر احمدی کے دل میں وہی جذبات ہوتے ہیں وہی خیالات ہوتے ہیں ان کی روحوں پر نبی اکرم ﷺ کے فیوض کا وہی اثر ہوتا ہے اور وہ وہی دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں جو میں مانگ رہا ہوتا ہوں اور اس سے بڑا لطف آتا ہے کہ خلیفہ وقت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہزاروں دعائیں معجزانہ رنگ میں قبول کرتا ہے میں جب قبولیت دعا کے متعلق خط پڑھتا ہوں تو یہ سوچ کر کانپ اُٹھتا ہوں کہ میں اتنا کمزور، گناہگار اور بے بس انسان ہوں اور اللہ تعالیٰ اس قدر پیار کا سلوک مجھ سے کرتا ہے اور بعض دفعہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں

یہ چیزیں جماعت کے سامنے بھی رکھوں کیونکہ جب میری کوئی دعا قبول ہوتی ہے تو وہ صرف میری دعا ہی قبول نہیں ہوتی بلکہ ساری جماعت کی دعا قبول ہوتی ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی دعا قبول ہوتی ہے میں نے یہ ایک مثال دی ہے کہ ساری جماعت یہ دعا کرتی ہے کہ میری دعائیں قبول ہوں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور جو چیز پہنچتی ہے وہ خالی میری دعا نہیں ہوتی بلکہ ہزاروں لاکھوں ستونوں پر کھڑی ہو کر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچتی ہے خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے اس جماعت کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کو ایک خاص روحانی وجود عطا کیا ہے اور اس کو یہ توفیق عطا کی ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے وجود میں گم ہو جائے اور فنا ہو جائے اور ایک موت اپنے پر وارد کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض اور برکات سے ایک نئی زندگی حاصل کرے اور ان فیوض و برکات کے طفیل میں ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔

غرض خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے قبولیت دعا کے جو وعدے محمد رسول اللہ ﷺ سے کئے تھے وہ میں اس جماعت کے حق میں بھی پورا کروں گا کیونکہ یہ کوئی دوسرا وجود نہیں یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہی کا وجود ہے دعا کا فلسفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھول کر بیان کیا ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ انسان سے اپنی منواتا ہے اور کبھی وہ اپنے بندے کی مانتا ہے اور جب وہ اپنے بندے کی مانتا ہے تو وہ اس پر بڑا احسان کر رہا ہوتا ہے کیونکہ اس کا کوئی حق نہیں ہوتا لیکن دعائیں بڑی کثرت سے قبول ہوتی ہیں۔ جماعت کا دل خدا تعالیٰ کی حمد سے ہمیشہ بھرا رہنا چاہئے جماعت کا سر نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے ربّ کے قدموں پر جھکا رہنا چاہئے اور ہم اسے چھوڑ کر جا بھی کہاں سکتے ہیں، ہمارا رب اتنا پیار کرنے والا ربّ ہے کہ اس نے ہماری جماعت کو ایک وجود بنا دیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی کامل حیات سے انہیں زندگی بخشی ہے اور اس کو یہ توفیق عطا کی ہے کہ اس کے افراد ایک ہی دل کی دھڑکن کے ساتھ زندگی کی سانسیں لیں اور ایک ہی رنگ میں رنگین ہو کر ایک ہی رنگ کی دعائیں کریں۔

پس جس وقت خلیفہ وقت کی دعا قبول ہوتی ہے تو وہ اپنے عاجزی کے مقام کو بھولتا نہیں اور اس کے دل میں کبھی یہ خیال پیدا نہیں ہوتا کہ میں کوئی ایسی بڑی ہستی ہوں کہ میرا رب بھی میری دعائیں قبول کرنے پر مجبور ہو گیا ہے بلکہ وہ تو نہایت عاجزی کے جذبات کے ساتھ اپنے رب کے حضور یہ کہتے ہوئے جھکتا ہے کہ اے میرے رب! میں بڑا گناہ گار ہوں، میں بہت بے بس ہوں، میں بہت عاجز ہوں،

میرے اندر کوئی خوبی نہیں تو نے خود ہی کسی مصلحت کی بناء پر مجھے ایک طرف یہ مقام نیابت عطا کر دیا ہے اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں اس نظام خلافت کی وجہ سے جماعت کو ایک جان کر دیا ہے اور وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے وجود کا ہی ایک حصہ بن گئی ہے اور آپؐ کی دعاؤں اور اُمت محمدیہ میں سے پہلوں اور پچھلوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں تو ہماری دعاؤں کو قبول کرتا ہے پس تو ایسا کر کہ ہمیشہ ہمارے دلوں کی عاجزانہ حالت باقی رہے، تکبر اور ریاء ہم میں نہ آنے پائے اور اگر کوئی سر غرور سے اٹھے تو اس سر کو بھی (تیرا غضب نہیں بلکہ) تیرا رحم جوش میں آکر نیچا کر دے اور جھکا دے تا کہ اس کے دل میں تیرے فضل سے عاجزی اور انکسار کے جذبات پیدا ہو جائیں اور وہ یہ نکتہ سمجھنے لگے کہ اس کے اندر (اور نہ کسی اور کے اندر) کوئی ذاتی خوبی نہیں جس خوبی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ انسان کی دعاؤں کو قبول کیا کرتا ہے سب خوبیوں کا مالک اور منبع اور سرچشمہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور اس کی برکتوں اور فضل سے محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود ہے اور آپؐ کے فیض سے ہی مومنین کی جماعت کا وجود زندہ اور نورانی اور رحمتوں کا وارث ہے اگر یہ نور نہ رہے اگر وہ دل سینہ میں نہ دھڑکے تو یہ مٹی کا ایک ڈھیر ہے جسے کیڑے مکوڑے یا درندے تو بڑے شوق سے کھا سکتے ہیں لیکن فرشتے ان کے لئے دعائیں نہیں کر سکتے لیکن جب تک محمد رسول اللہ ﷺ کی روح اس وجود میں قائم رہے اور یہ وجود آپ سے قطع تعلق نہ کرے بلکہ آپ میں فنا ہو اور ہمیشہ اس مقام کو اختیار کئے رکھنے کی کوشش کرتا رہے اس وقت تک وہ زندگی قائم ہے، وہ مقام قرب حاصل ہے، وہ دعائیں قبول ہیں جو یہ جماعت اپنے رب کے حضور پیش کر رہی ہے۔

غرض اس دعا کو جو جماعت مومنین کر رہی ہے ہم اس زاویہ نگاہ سے بھی دیکھ سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسی جماعت ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو اور دوسری طرف اس جماعت کو کہا کہ آپؐ پر درود بھیجو اور آپؐ کے لئے دعائیں کرو اور خود اعلان کیا کہ میری رحمتیں ہر آن اس میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہو رہی ہیں دوسری طرف فرشتوں کو کہا کہ وہ لوگ جو محبت کی وجہ سے اور ایثار کے ساتھ اور اس مقدس اور پاک وجود کے مقام کو سمجھتے ہوئے اس میں گم ہو جائیں اس کا رنگ اپنے پر چڑھا لیں اس کے نور سے حصہ لیں اے فرشتو! تم ان کے لئے بھی دعائیں کرو کیونکہ اب ان کا وجود آپؐ سے علیحدہ نہیں اور دراصل یہ حکم پہلے حکم کے اندر ہی تھا کیونکہ جب فرشتوں کو یہ کہا گیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو اور آپؐ کے لئے دعائیں کرو اور جب یہ لوگ آپؐ کے وجود ہی کا حصہ

بن گئے تو اس حکم کے اندر ہی آ گئے جس کو نمایاں کر کے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دوسری جگہ بیان کر دیا ہے اور جس کے متعلق ایک آیت میں نے خطبہ کے شروع میں بھی پڑھی ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو آپؐ کے لئے دعائیں کرو، جماعت مومنین کو کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجو اور دعائیں کرو اور محمد رسول اللہ ﷺ کو کہا کہ اس جماعت مومنین کے لئے دعائیں کرو اور فرشتوں کو کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اس جماعت مومنین کے لئے دعاؤں میں مشغول ہیں تو تم کیوں خاموش ہو تم بھی اس جماعت مومنین کے لئے دعائیں کرو غرض اُمت مسلمہ ایک ایسا وجود ہے جو ایک شان محبوبیت اور شان عبودیت کے ساتھ دنیا میں ظاہر ہوا اور اس نے ان نہروں اور راجباہوں اور نالیوں کا کام دیا جو دریا کے پانی کو اس دنیا میں مختلف کھیتوں میں لے جاتی ہیں یہ لوگ اپنی اپنی استعداد کے مطابق تھوڑے یا بہت کھیت روحانی طور پر سیراب کرنے کا موجب بنے پانی محمد رسول اللہ ﷺ کا تھا دریا تو وہی ہے چشمۂ فیض تو وہی ہے لیکن ہم عام محاورہ میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں مجدد یا خلیفہ کا پانی ہے جس طرح ہم کہتے ہیں کہ یہ کھادر برانچ کا پانی ہے ہم یہ محاورہ استعمال کرتے ہیں میں نے مثالیں دے دی ہیں ایک مثال روحانی دے دی ہے اور ایک جسمانی دے دی ہے تا یہ بات سمجھ آ جائے اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں (اگر ایک ہی وقت میں دونوں مثالیں دی جائیں) کہ یہ روحانی پانی محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ روحانی پانی دوسری تیسری یا چوتھی یا پانچویں صدی کے مجدد کا ہے یا خلفائے راشدین کا ہے اس لئے کہ ہر ایک شخص سمجھتا ہے کہ اگر اس کھال میں یا اس راجباہے میں یا اس نہر میں منبع سے پانی نہ آئے تو یہ خشک ہے اور اس میں کوئی روحانیت نہیں اس کے اندر کوئی پانی نہیں اور چونکہ یہ چیز واضح اور بین ہے اس لئے ہم کہہ دیتے ہیں کہ مثلاً ان کھیتوں کو کھادر برانچ کا پانی مل رہا ہے اب کھادر برانچ یا کسی اور برانچ کو پانی کہاں سے مل رہا ہے وہ یا تو دریائے جہلم کا پانی ہے یا دریائے چناب کا پانی ہے یا دریائے سندھ کا پانی ہے۔ کھادر برانچ میں پانی کہاں سے آیا تھا؟ اگر وہ دریا سے پانی نہ لیتی تو اس میں پانی نہ آتا اسی طرح ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ خلفاء راشدین کا پانی ہے خلفائے راشدین کے پاس پانی کہاں سے آیا وہ ان کے پاس آ ہی نہیں سکتا جب تک محمد رسول اللہ ﷺ سے وہ پانی حاصل نہ کریں جو دنیا میں حیات روحانی کا باعث بنتا ہے لیکن چونکہ یہ بات عام اور واضح ہے اس لئے ہم اپنے محاورے میں کہہ دیتے ہیں کہ فلاں مجدد نے اتنا کام کیا اور اس قسم کی روحانی برکتیں اس کے

ذریعہ سے جاری ہوئیں حالانکہ ہر ایک کو پتہ ہے کہ نہ اس نے اپنے طور پر کوئی کام کیا، نہ کوئی روحانی برکتیں اس کے ذریعہ سے جاری ہوسکتی تھیں جب تک کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ سے زندگی حاصل نہ کرتا وہ آپ کے نور سے نور نہ لیتا آپ کے فیوض اور برکات میں حصہ دار نہ بنتا اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے ایسا کرنے کی توفیق عطا کی اور اس کی دعاؤں کو اور اس کے مجاہدات کو اور اس کے اعمال صالحہ کو قبول کیا اور محمد رسول اللہ ﷺ کے جسم کا ایک حصہ اسے بنا دیا جب میری اس انگلی میں خون چلتا ہے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ انگلی کا خون ہے ڈاکٹر ٹیسٹ لیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں انگلی سے لیا یا کراچی میں مجھے ڈاکٹروں نے کہا کہ انگلی کے خون کی شکل اور ہوتی ہے۔ اس لئے جب شکر یا یورک ایسڈ کے لئے خون ٹیسٹ ہوگا تو ہم انگلی کی بجائے خون کی نالی میں سوئی چبھو کر خون کھینچیں گے اب دیکھیں اس شریان میں خون کہاں سے آیا یہ خون تو مرزا ناصر احمد کا ہے اس انگلی کا خون اپنا خون نہیں اگر یہ انگلی مرزا ناصر احمد کے وجود سے کاٹ دی جائے تو اس میں خون نہیں ہوگا اگر یہ شریان مرزا ناصر احمد کے وجود سے علیحدہ کر دی جائے تو اس شریان میں کوئی خون نہیں رہے گا، اسی طرح اگر ان لوگوں کا (جو اللہ تعالیٰ کی برکتوں کے پھیلانے کا موجب بنتے ہیں) تعلق محمد رسول اللہ ﷺ سے قائم نہ رہے تو پھر دیکھیں کوئی برکت کوئی فیض کوئی نور کوئی زندگی ان لوگوں میں باقی نہ رہے سب حیات، سب زندگی، سب انوار، سب برکات، سب رحمتیں، سب رافتیں محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی ہیں اور آپ ہی سے لے کر دوسرے لوگ انہیں دوسروں تک پہنچاتے ہیں اور اس لئے پہنچاتے ہیں کہ وہ تمام ایک وجود بن گئے ہیں۔

میں کسی دوسرے زاویہ نگاہ سے بات نہیں کر رہا میں صرف دعا کو مدنظر رکھ کر اسی زاویہ نگاہ سے بات کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے دعائیں کرنے والی ایک عالمگیر اور ہمہ گیر برادری کو قائم کیا ہے اور اسی جماعت کی دعائیں عام طور پر (جب خدا چاہے اور اپنی منوانا نہ چاہے) وہ قبول کرتا ہے اور جماعت کے کسی فرد کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ کہے کہ میں اتنا بلند اور ارفع اور متقی اور پرہیزگار ہوں اور یہ ہوں اور وہ ہوں، میری دعا قبول ہوئی ہے ہم اس سے کہیں گے کہ تم اس جماعت سے علیحدہ ہو جاؤ تو دیکھو تمہاری دعائیں کس طرح قبول ہوتی ہیں؟ اگر جماعت کے ساتھ مضبوط اتحاد قائم کر کے ہی دعا قبول ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ ساری دعائیں محمد رسول اللہ ﷺ کی قبول ہوتی ہیں کیونکہ جب کوئی آپ کی جماعت سے علیحدہ ہوتا ہے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

آدھا مضمون میں نے بیان کر دیا ہے قرآن کریم کی بعض اور آئتیں بھی میں نے شروع میں پڑھ دی تھیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور زندگی دی تو انشاء اللہ اگلے جمعہ میں اس مضمون کو ختم کروں گا دو دن ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک بیج اس مضمون کا میرے دماغ میں بویا تھا میرا یہ تجربہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنا فضل اور رحمت کرتا ہے تو کوئی نیا مضمون بیج کے طور پر میرے دماغ میں ڈال دیتا ہے۔

ایک دفعہ مجھے خواب میں بھی بتایا گیا تھا کہ جتنا زیادہ مجاہدہ اور کوشش تم کرو گے اتنے ہی زیادہ علوم قرآنی تمہیں سکھا دیئے جائیں گے پس قرآن کریم کے علوم جو میں بیان کرتا ہوں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ ہی سکھاتا ہے وہ علوم اللہ تعالیٰ ایک بیج کی شکل میں میرے دماغ میں ڈالتا ہے پھر میرے مجاہدہ کوشش اور سوچنے کے نتیجہ میں وہ ایک مدون شکل اختیار کر جاتا ہے اور یہ سب محمد رسول اللہ ﷺ کی برکت سے ہے اور یہی سچ ہے۔ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ میری صحت بالکل اچھی ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ لیکن چونکہ ابھی گرمی ہے اس لئے میں کبھی گرمی سے تکلیف محسوس کرتا ہوں کراچی جانے سے پہلے مجھے لو لگ گئی تھی جس کو انگریزی میں ہیٹ سٹروک کہتے۔ اس بیماری کا لمبے عرصہ تک اثر رہتا ہے میں اپنے کمرہ سے جو ٹھنڈا ہے زیادہ عرصہ باہر رہوں تو طبیعت میں بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ فضل کرے اور یہ کیفیت بھی دور ہو جائے اللہ تعالیٰ فضل کرے تو اس کی برکتوں کو اپنے دامن میں لئے بارش ہو جائے اور ٹھنڈ ہو جائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۲ تا صفحہ ۷)

☆......☆......☆